Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69
ISSN No. 2456-1665

Shamsur Rahman Faruqi's Criticism: In the Context of 'Shair-e-Shor Angaiz'

شمس الرحمن فاروقی کی تنقید نگاری: "شعر شور انگیز" کے تناظر میں

مقالہ نگار

ڈاکٹر محمد ابرار الحق عبدالظاہر امجد

اسسٹنٹ پروفیسر، آرٹس، سائنس وکامرس کالج،

بدناپور ضلع جالنہ

By

Dr. Mohammad Abrarul Haq

Assistant Professor

Arts, Sci. & Comm. College, Badnapur Dist. Jalna

۱۔ تعارف:

بیسویں صدی کے نصفِ آخر میں اردو ادب اور تنقید کو جن چند شخصیات نے سب سے زیادہ متاثر کیا، ان میں شمس الرحمن فاروقی (1935–2020) کا نام سرِ فہرست ہے۔ فاروقی صاحب بیک وقت نقاد، محقق، شاعر، افسانہ نگار اور لغت نویس تھے۔ انہوں نے اردو تنقید کو ایک نئی جہت، نیا لہجہ اور نیا لغت دیا۔ اگرچہ انہوں نے "جدیدیت" کی تحریک کے علمبردار کی حیثیت سے اپنی شناخت بنائی، لیکن ان کی تنقید نگاری کا نقطہ کمال ان کی معرکہ آرا تصنیف "شعر شور انگیز" (چار جلدیں) ہے۔ یہ تصنیف محض میر تقی میر کی شاعری کی شرح نہیں ہے، بلکہ اردو تنقید کی تاریخ کا ایک انقلابی منشور ہے جس نے کلاسیکی شعریات کو دوبارہ زندہ کیا۔

۲۔ روایتی میر شناسی کا تنقیدی پس منظر

فاروقی صاحب کی تنقید نگاری کو سمجھنے کے لیے اس پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے جس میں "شعر شور انگیز" لکھی گئی۔ فاروقی سے قبل، میر تقی میر کے بارے میں اردو تنقید ایک جمود کا شکار تھی۔

عام طور پر میر کو بہت سادہ شاعر کہا جاتا تھا، فاروقی صاحب اس مفروضے کو رد کرتے ہوئے جلد اول کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

> "میر کے یہاں اصرار اس بات پر نہیں ہے کہ دنیا فانی ہے اور انسان مجبور ہے، بلکہ اصرار اس بات پر ہے کہ کائنات کی اس بے بساطی اور انسان کی اس بے چارگی کے باوجود انسان کی عظمت اور اس کا پندار برقرار رہتا ہے۔ میر صرف غم کے شاعر نہیں ہیں، وہ غم کے مابعد الطبیعاتی اور کائناتی پہلوؤں کے شاعر ہیں۔ ان کی سادگی محض ظاہری ہے، اس کے نیچے معنی کی بے پناہ تہیں چھپی ہوئی ہیں۔"
>
> (شعر شور انگیز۔ شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔ جلد اول، صفحہ ۳۶)

- محمد حسین آزاد (آبِ حیات): انہوں نے میر کو "سوز و گداز" اور "رونے دھونے" کا شاعر قرار دیا۔
- بابائے اردو مولوی عبدالحق اور دیگر نقاد: انہوں نے میر کو "خدائے سخن" تو مانا، لیکن ان کی شاعری کا دائرہ صرف "سادگی"، "بے کسی"، اور "دل و دلی کی بربادی" تک محدود کر دیا۔
- غالب بمقابلہ میر: مروجہ تنقید میں مرزا غالب کو "فکری گہرائی" کا مالک اور میر کو محض "احساس اور جذبے" کا شاعر سمجھ کر میر کا رتبہ غالب سے کم تر دکھانے کی غیر شعوری کوشش کی جاتی تھی۔

۳۔ فاروقی کی تنقید نگاری کے بنیادی اوصاف (باعتبار "شعر شور انگیز")

الف) کلاسیکی مشرقی شعریات کی بازیافت

فاروقی کی تنقید نگاری کا سب سے بڑا معرکہ یہ ہے کہ انہوں نے اردو غزل کو پرکھنے کے لیے مغربی اصولوں (جیسے مارکسی، نفسیاتی یا وجودی تنقید) پر اندھا دھند انحصار کرنے کے بجائے مشرقی شعریات (عربی، فارسی اور سنسکرت اصولِ نقد) کو بنیاد بنایا۔ انہوں نے ثابت کیا کہ غزل کا اپنا ایک کلچر ہے اور اسے اسی کے تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ انہوں نے درج ذیل اصطلاحات کو جدید تنقیدی شعور کے ساتھ دوبارہ مرتب کیا:

میر تقی میر کی زبان دانی اور روزمرہ کو شاعری میں ڈھالنے کے ہنر پر فاروقی صاحب کا ایک اہم اقتباس:

"میر کے پاس زبان کا جو جھم اور سلیقہ ہے، وہ غالب کے علاوہ کسی اور کے یہاں نہیں ملتا۔ وہ روزمرہ اور محاورے کو اس طرح شعر کے سانچے میں ڈھالتے ہیں کہ عام بول چال کی زبان مابعد الطبیعاتی گفتگو بن جاتی ہے۔ الفاظ کا یہ دروبست اور نحو کی یہ باریکیاں میر کو اردو کا سب سے بڑا صاحبِ اسلوب شاعر بناتی ہیں۔"

(شعر شور انگیز۔ شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔۔ جلد سوم، صفحہ ۷۲)

- معنی آفرینی اور مضمون آفرینی: ایک ہی بات کو نئے اور اچھوتے انداز میں کہنا۔
- بلاغت اور فصاحت: لفظوں کا محلِ استعمال اور ان کی صوتیاتی خوبصورتی۔
- مراعاتِ نظیر، رعایتِ لفظی اور ایہام: شعر کے اندر لغوی اور معنوی مناسبتیں پیدا کرنا۔

ب) متن پرستی اور سوانحی مغالطے کا رد

روایتی نقاد میر کے ہر شعر کو ان کی ذاتی زندگی، عشق کی ناکامی، یا دہلی پر احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ کے حملوں کا نتیجہ قرار دیتے تھے۔ فاروقی نے اس "سوانحی تنقید" کی سخت مخالفت کی۔ فاروقی کا نظریہ یہ ہے کہ شعر ایک آزاد اکائی ہے۔ جب کوئی تجربہ یا حادثہ شعر کے قالب میں ڈھلتا ہے، تو وہ شاعر کی ذاتی ملکیت نہیں رہتا بلکہ ایک عمومی اور کائناتی حقیقت بن جاتا ہے۔ میر اگر غم کا ذکر کر رہے ہیں، تو وہ محض رو نہیں رہے، بلکہ وہ ایک عظیم اور شعوری فنکار کی طرح لفظوں سے ایک نئی دنیا خلق کر رہے ہیں۔

میر کے اشعار کو ان کی ذاتی زندگی کا نوحہ سمجھنے والوں پر تنقید کرتے ہوئے فاروقی صاحب رقمطراز ہیں:

"یہ سمجھنا سخت گمراہ کن ہے کہ میر کا ہر شعر ان کی سوانح عمری یا دہلی کی تباہی کا نوحہ ہے۔ شعر کوئی جذباتی ابال یا آپ بیتی نہیں ہوتا، بلکہ ایک شعوری اور فنکارانہ عمل ہے۔ میر جب اپنے شعر میں 'دل' یا 'دلی' کا ذکر کرتے ہیں، تو وہ اسے ایک کائناتی استعارے میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ وہ محض رو نہیں رہے ہوتے، بلکہ وہ ایک عظیم صناع کی طرح لفظوں سے جادو جگا رہے ہوتے ہیں۔"

(شعر شور انگیز۔ شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔۔ جلد اول، صفحہ ۹۴)

ج) معنی آفرینی اور کثرتِ تعبیر

فاروقی کی تنقید نگاری کا جادو "شعر شور انگیز" میں اس وقت نظر آتا ہے جب وہ متن کی قراءت کرتے ہیں۔ وہ میر کے ایک بظاہر سادہ شعر کو لیتے ہیں اور اس کی نحوی ساخت، لفظوں کی بندش، اور ابہام کا ایسا جراحی تجزیہ کرتے ہیں کہ ایک ہی شعر سے چار چار، پانچ پانچ متضاد اور مختلف مفاہیم نکل آتے ہیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ میر کی "سادگی" دراصل "سہلِ ممتنع" ہے، جو بظاہر آسان لیکن باطن میں انتہائی پیچیدہ اور تہہ دار ہے۔

میر کے شعر میں پائے جانے والے ابہام اور ایک سے زائد مفاہیم پر بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"میر کا شعر ایک ایسا قلعہ ہے جس میں داخل ہونے کے کئی راستے ہیں۔ وہ ایک ہی وقت میں متضاد کیفیات کو اس طرح یکجا کر دیتے ہیں کہ شعر کا کوئی ایک حتمی مطلب نکالنا ممکن نہیں رہتا۔ میر کے یہاں 'ابہام' کوئی عیب نہیں، بلکہ وہ حسن ہے جو قاری کو ہر بار ایک نیا مفہوم تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ معنی آفرینی اردو غزل کا عروج ہے۔"

(شعر شور انگیز۔ شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔۔ جلد دوم، صفحہ ۱۱۸)

د) تقابلی اور تجزیاتی اسلوب

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69
ISSN No. 2456-1665

فاروقی محض تحسین و آفرین کے نقاد نہیں ہیں کہ اندھی عقیدت میں میر کی تعریف کریں۔ وہ ایک سائنسی ذہن کے نقاد ہیں۔ انہوں نے میر کا تقابل ان کے معاصرین (سودا، درد، قائم، مصحفی) اور بعد کے شعرا (غالب، شیفتہ، ناسخ) سے کیا۔ اس تقابل کے ذریعے انہوں نے ریاضیاتی انداز میں ثابت کیا کہ زبان کے استعمال، بحروں کے انتخاب اور روزمرہ و محاورے کو شعر میں ڈھالنے میں میر کا اسلوب کیوں اور کیسے سب سے جدا اور منفرد ہے۔

میر اور غالب کا تقابل:

اردو غزل کے ان دو ستونوں کا موازنہ فاروقی صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> "غالب کے یہاں فکر کی بلندی اور اچھوتا پن ہمیں چونکاتا ہے، لیکن میر کے یہاں احساس کی وہ شدت اور تہہ داری ہے جو روح میں اتر جاتی ہے۔ غالب کا شعر پڑھ کر ہم واہ کرتے ہیں، میر کا شعر سن کر ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ غالب اگر فکر کے آسمان پر اڑتے ہیں، تو میر کائنات کے باطنی سمندر کی غواصی کرتے ہیں۔"

(شعر شور انگیز۔ شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان۔۔ جلد چہارم، صفحہ ۱۴۵۔۔)

۴۔ "شعر شور انگیز" کا حاصل اور تنقیدی اثرات

فاروقی کی اس تنقید نگاری نے اردو دنیا پر گہرے اثرات مرتب کیے:

- میر کا نیا جنم: میر تقی میر روایتی نقادوں کے دیے ہوئے "ماتمی لباس" سے باہر نکلے اور عالمی ادب کے ایک توانا، فلسفی اور کثیر الجہات شاعر کے روپ میں سامنے آئے۔
- غزل کی تفہیم کا نیا معیار: غزل کو پڑھنے، سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا پورا زاویہ بدل گیا۔ نقادوں کو معلوم ہوا کہ غزل کا ایک شعر کتنی فکری وسعت رکھ سکتا ہے۔
- اردو تنقید کی خود مختاری: فاروقی نے اردو تنقید کو مغرب کی مرعوبیت سے نجات دلائی اور یہ باور کرایا کہ ہماری اپنی کلاسیکی شعریات اتنی مضبوط ہے کہ وہ اپنے ادب کا فیصلہ خود کر سکتی ہے۔

۵۔ نتیجہ

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ شمس الرحمن فاروقی کی تنقید نگاری "شعر شور انگیز" کے تناظر میں اردو ادب کا ایک بیش بہا اثاثہ ہے۔ فاروقی نے تحقیق اور تنقید کا ایسا خوبصورت امتزاج پیش کیا جس کی مثال تاریخ ادب میں نایاب ہے۔ انہوں نے میر شناسی کے بند دروازے کھولے اور اردو غزل کو اس کا کھویا ہوا وقار واپس لایا۔ اگر علامہ اقبال کی شاعری کے تفہیمی تناظر میں خلیفہ عبدالحکیم کی "فکرِ اقبال" اور غالب کے لیے بجنوری کی "محاسنِ کلام غالب" اہم ہیں، تو میر تقی میر کی کائنات کو سمجھنے کے لیے شمس الرحمن فاروقی کی "شعر شور انگیز" اردو تنقید کی تاریخ کا سب سے بڑا اور لازوال کارنامہ ہے۔

From:
Dr. Mohd Abrarulhaq Abdul ZaherAmjad,
Assistant Professor, Dept. of Urdu,
Arts, Science & Commerce College, Badnapur Dist. Jalna (M.H.)
Email: abrarulhaq781@gmail.com

***